تفصیلی فہرست صفحہ نمبر ۲ پر دیکھیے

شمارہ-62 | جلد 6 | فروری 2024ء / شعبان المعظم 1445ھ

رابطہ کے لیے

مدیر اعلیٰ: مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب
ماہنامہ دعوتِ دین لاڑکانہ
03337532359 / 03003295730
الحسنین گرامر اسکول نزد سٹی اسکول لاڑکانہ

قیمت فی شمارہ 50 روپیہ
سالانہ فیس 600 روپیہ

عنوانات

اہم اطلاع
ماہنامہ دعوتِ دین میں
اپنی تجارت، کاروبار اور دکان وغیرہ
کی پبلسٹی کا اشتہار لگوانے کے لیے
اس نمبر پر رابطہ کیجیے
03337205184
ماہنامہ "دعوتِ دین" میں اپنے خطوط
اور مضامین اس ایڈریس پر بھیجیے۔
مدیرِ اعلیٰ: ماہنامہ "دعوتِ دین" لاڑکانہ
Email:
aqayoom1981@gmail.com
واٹس اپ نمبر: 03003295730

اپنے آپ میں تواضع پیدا کیجیے!

شیخ طریقت، شفیق الامت، محبوب العلماء والصلحاء

حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دامت برکاتہ (ایبٹ آباد)

اپنے آپ میں تواضع پیدا کیجیے جیسے نبی اکرم ﷺ کی تواضع تھی:

نبی ﷺ میں کتنی تواضع تھی، جب مکہ فتح ہوا اور آپ ﷺ فاتح کی حیثیت سے اس میں داخل ہوئے تو تواضع کا یہ عالم تھا کہ دھاڑی مبارک اونٹنی کے کوہان سے لگی ہوئی تھی اور یہ پڑھ رہے تھے، اپنی نفی کر رہے تھے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ

وَنَصَرَ عَبْدَهٗ

وَصَدَقَ وَعْدَهٗ

وَاَنْجَزَ وَعْدَهٗ

وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ

اے اللہ تو اکیلا ہے، تو صفات اور کمالات میں یکتا ہے، یہ کفار کو ہم نے شکست نہیں دی تو نے اپنے پیغمبر کی مدد کی ہے، تو نے اپنی بات کو سچ کر کے دکھایا ہے اور اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔

یہ نبی ﷺ کی تواضع ہے جو صحابہ کرام میں منتقل ہوئی۔ آئیں۔

(ماہنامہ دعوت دین، ج6، ش61)

خاتمہ بالایمان کے لیے دو عمل

ارشادات: محبوب العلماء پیر ذوالفقار احمد صاحب نقشبندی مدظلہ

انتخاب: مولانا رفیق احمد کوریجہ صاحب (لاڑکانہ)

1: مسواک کی پابندی: وضو کرنے سے پہلے مسواک کرنا سنت مبارکہ ہے۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو بندہ مسواک کی پابندی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ آخری وقت میں اس کو دو انعام دیتے ہیں۔

پہلا انعام: ملک الموت آتے ہیں اور شیطان کو مار کر اس بندے سے دور بھگا دیتے ہیں کہ یہ آخری وقت میں کہیں خلل نہ ڈال دے۔

دوسرا انعام: فرشتہ اس بندے کو بتا دیتا ہے کہ تیری روح قبض کرنے آیا ہوں، تاکہ کلمہ پڑھ سکے۔ اب بتائیں کہ مسواک کی سنت پر پابندی کرنے پر کتنا بڑا انعام ملا! ایک تو بدبخت شیطان کو بھگا دیا گیا اور دوسرا کلمہ یاد دلا دیا گیا۔ کاش کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کلمے کے ساتھ اس دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔

2: اللہ والوں کی صحبت: ہمارے بزرگوں نے لکھا ہے کہ جو اللہ والوں کی صحبت میں رہتا ہے، ان سے تعلق جوڑتا ہے، انکے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لایشقی جلیسھم۔ ان کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

محدثین نے لکھا ہے کہ بدبخت وہ ہوتا ہے جو آخری وقت میں ایمان سے محروم ہو جائے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا کہ اللہ والوں کے ساتھ تعلق رکھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ آخری وقت میں کلمے کی توفیق فرما دیتے ہیں۔ (خطبات فقیر، ج42 صفحہ 201-202)

درسِ قرآن زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت

مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب مدظلہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم

ترجمہ: اور نماز قائم کرواور زکواۃ ادا کرواور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

تشریح: نماز اور زکوۃ ہر زمانے میں اسلام کے اہم ارکان رہے ہیں۔ لیکن یہود میں نماز باجماعت کا اہتمام نہیں تھا اور ان کی نماز میں رکوع بھی نہیں تھا۔ یہود نے نماز ادا کرنا بلکل چھوڑ ہی دیا تھا اور زکوۃ ادا کرنے کے بجائے سود کھانا شروع کردیا تھا۔

اس آیت میں انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ اب تمام امور میں نبی آخر الزمان ﷺ کی اتباع کرو۔

زکوٰۃ کے لغوی معنٰی: زکوٰۃ کے لغوی معنٰی پاکیزہ کرنا۔ پاکیزگی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال و دولت میں جو حق مقرر کیا ہے اس کو خلوصِ دل اور رضامندی سے ادا کیا جائے تو اس سے مال میں پاکیزگی اور برکت پیدا ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے اصطلاحی معنٰی: اصطلاح میں زکواۃ ایسی مالی عبادت ہے جو ہر صاحبِ نصاب مسلمان مرد و عورت پر اپنے مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی پرسینٹ نکالنا فرض ہے۔ اور اسے نادار، غریب، یتیم اور مستحق کو ادا کیا جانا چاہیے۔

زکوٰۃ کی حیثیت: زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے، جس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

زکوٰۃ کا مقصد: زکوٰۃ کا بنیادی مقصد غریبوں کی مدد کرنا اور مستحق لوگوں تک زندگی گزارنے کا سامان پہنچانا ہے۔

زکوۃ کے غیر مستحق:

1۔ سادات پر یعنی نبی اکرم ﷺ کی آل کے لئے زکوۃ کا مال حلال نہیں۔

2۔ غنی اور صحت مند آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔

3۔ والدین، اولاد اور بیوی کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔

وہ اشیاء جن پر زکوۃ واجب ہے:

1۔ سونا جس کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے۔

2۔ چاندی جس کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے۔

3۔ سونے چاندی کے زیر استعمال زیورات

4۔ تجارت کا مال (نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہے)

زکوۃ کی شرح: بلحاظ وزن یا بلحاظ قیمت مندرجہ بالا پر اڑھائی فیصد (یعنی سو روپے پر اڑھائی روپے) ہے اور یہ ایک سال گزر جانے پر ادا کی جائے گی۔

نوٹ: اس کے علاوہ زمین کی پیداوار (یعنی عشر) شہد کی پیداوار اور دفن شدہ خزانہ دریافت ہونے پر، معدنیات کی آمدنی پر اور جانوروں یعنی: اونٹ، گائے، بکری وغیرہ پر بھی زکوۃ ہے جس کا نصاب علماء سے پوچھا جا سکتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور یہ کہ بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں، پھر جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اپنے اموال کو بچا لیا، سوائے اسلام کے حق کے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہو گا۔

(بخاری، کتاب الایمان)

درسِ حدیث: رسول اللہ ﷺ کی دس وصیتیں

مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب مدظلہ

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ أَوْصَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئًا وَإِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ ، وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ ، وَإِنْ أَمَرَاكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ ، وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا؛ فَإِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللهِ ، وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا؛ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ ، وَإِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ؛ فَإِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ، وَإِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَإِنْ هَلَكَ النَّاسُ ، وَإِذَا أَصَابَ النَّاسَ مُوتٌ وَأَنْتَ فِيهِمْ فَاثْبُتْ ، وَأَنْفِقْ عَلَى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ ، وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ أَدَبًا وَأَخِفْهُمْ فِي اللهِ (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے (ایک بار) مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی: 1۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے اور جلا ڈالا جائے 2۔اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کو چھوڑ کے نکل جاؤ 3۔ کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو، کیوں کہ جس نے ایک فرض نماز بھی قصداً چھوڑی، اس کے لئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا 4۔ ہر گز کبھی شراب نہ پیو، کیوں کہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ بنیاد ہے، (اسی لئے اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے) 5۔ ہر گناہ سے بچو کیوں کہ گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے 6۔ جہاد کے معرکہ سے پیٹھ پھیر کے نہ بھاگو، اگرچہ کُشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں 7۔جب تم کسی جگہ پر لوگوں کے ساتھ رہتے ہو، اور وہاں (کسی وبائی مرض کی وجہ سے) موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو، (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو) 8۔اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے اُن کو تکلیف ہو، نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو) 9.ادب دینے کے لئے اُن پر (حسبِ ضرورت و موقع) سختی بھی کیا کرو۔ 10 اُن کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔ (مسند احمد)

تشریح: شریعت کا مشہور مسئلہ ہے اور قرآن مجید میں بھی صراحت سے بیان کیا گیا ہے، کہ اگر

کسی شخص کو شرک و کفر پر مجبور کیا جائے اور اندازہ یہ ہو کہ اگر میں انکار پر ہی قائم رہوں گا تو مار ڈالا جاؤں گا، تو ایسے موقع پر اجازت ہے، کہ صرف زبان سے شرک و کفر کا اظہار کر کے اُس وقت جان بچالی جائے۔ لیکن عزیمت اور افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی شرک و کفر کا اظہار نہ کرے اگرچہ جان چلی جائے۔ حضرت معاذؓ چونکہ خواص میں سے تھے، اس لئے حضور ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی کہ وہ ایسے موقع پر عزیمت ہی پر عمل کریں، اور جان کی پروانہ کریں۔ اسی طرح والدین کی اطاعت کے بارے میں جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ اہل و عیال اور اپنا کمایا ہوا سارا مال چھوڑ کے نکل جانے کو کہیں، تب بھی ان کی نافرمانی نہ کرو، یہ بھی اولیٰ اور افضل کا بیان ہے، مطلب یہ ہے کہ اولاد کو چاہیئے کہ اُن کے سخت سے سخت حکم اور ناگوار سے ناگوار حکم کو بھی مانے، ورنہ مسئلہ یہ ہے کہ ماں باپ کے ایسے سخت اور ناواجب مطالبات کا پورا کرنا اولاد پر شرعاً واجب نہیں ہے، ہاں اگر رضاکارانہ طور پر اولاد ایسا کرے، (اور کسی دوسرے کی اس میں حق تلفی نہ ہو) تو افضل ہے اور بڑی بلند بات ہے۔

نماز کے متعلق جو یہ ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایک فرض نماز قصداً ترک کی، اس کے لیے اللہ کا ذمہ نہیں رہا۔ یہ حدیث اُن حدیثوں میں سے ہے جنکی بناء پر امام شافعیؒ اور بعض دوسرے ائمہ نے تارکِ صلوٰۃ کے قتل کا فتویٰ دیا ہے۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ حاکم اس کو جو سزا دینا مناسب سمجھے دے اور قید کر دے، اللہ کے عہد و ذمہ کی براءت کی یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ بہر حال اس میں شبہ نہیں کہ عمداً فرض نماز چھوڑنے کی اسلام میں گنجائش نہیں اور یہ گناہ اگر کفر نہیں ہے تو کفر کے قریب ضرور ہے۔

حضور ﷺ کی ان وصیتوں میں سے آخری وصیت کا تعلق اولاد کی خبر گیری اور ان کی تادیب و ترہیب سے ہے، اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم حضور ﷺ کی آخری وصیت یہ ہے وَأَخِفْهُمْ فِي اللهِ یعنی تمہارے ذمہ یہ ہے کہ اپنے اہل و عیال کے دلوں میں خدا کا خوف پیدا کرتے رہو، اس کے لئے جو تدبیریں بھی کرنی پڑیں وہ گویا ہمارے فرائض میں سے ہیں، اور ہم اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں جواب دہ ہوں گے۔ (معارف الحدیث۔ کتاب الرقاق۔ حدیث نمبر 238)

شعبان المعظم کے فضائل واعمال

پیر حافظ محمد ابراہیم نقشبندی صاحب دامت برکاتہ (لاہور)
بانی و چیئرمین: الکہف ایجوکیشنل فاؤنڈیشن

شعبان المعظم سال کا آٹھواں مہینہ ہے ،اور یہ بابرکت مہینوں میں سے ایک ہے ، اللہ تعالیٰ نے اِس مہینے میں اپنے بندوں کو عطا کرنے کے لئے بہت سی خیریں اور بھلائیاں رکھی ہیں۔

ماہِ شعبان میں قابلِ عمل کام: یعنی ایسے کام جن کو ماہِ شعبان اختیار کرنے کی تعلیم دی گئ ہے اور وہ سنت سے ثابت ہیں۔ایسے کام درج ذیل ہیں :

پہلا کام: شعبان کے مہینے کا چاند دیکھنے کا اہتمام: شعبان کے بعد چونکہ رمضان المبارک کا عظیم مہینہ آرہا ہوتا ہے اِس لئے ہلالِ شعبان کو زیادہ اہتمام اور شوق سے دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے ، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ بھی شعبان کا چاند بڑے اہتمام سے دیکھا کرتے تھے، چنانچہ روایت میں آتا ہے، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہلالِ شعبان کی جتنی حفاظت کرتے تھے اتنی کسی اور مہینے کی نہ کرتے تھے۔ (دار قطنی: 2149)

دوسرا کام: شعبان کے مہینے میں برکت کی دعاء:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو نبی ﷺ یہ دعاء پڑھا کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَافِي رَجَبَ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

اے اللہ ! رجب اور شعبان کے مہینے میں ہمیں برکت عطا فرمایئے ور اور ہمیں (بخیر و عافیت) رمضان المبارک تک پہنچادیجئے۔ (شعب الایمان: 3534)

تیسرا کام: شعبان کے مہینے میں روزوں کی کثرت:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو روزہ رکھنے کے لئے (رمضان المبارک کے علاوہ) تمام مہینوں میں شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ محبوب تھا، آپ یہ چاہتے تھے کہ روزہ رکھتے رکھتے اُسے رمضان کے ساتھ ملادیں۔ (ابوداؤد: 2431)

چوتھا کام: رمضان کی تیاری:

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ رمضان المبارک سے پہلے خطبہ دیتے اور فرماتے: تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آرہا ہے پس تم اُس کے لئے تیاری کرو اور اُس میں اپنی نیتوں کو درست کرلو۔ (کنزالعمال عن الدّیلمی: 24269)

ہر چیز کی تیاری اُس کے آنے سے پہلے ہوتی ہے، مثلاً مہمان کی آمد ہو تو اُس کے آنے بعد نہیں، بلکہ آنے سے پہلے تیاری ہوتی ہے، اِسی طرح رمضان بھی مؤمن کے لئے ایک بہت ہی اہم اور معزز مہمان ہے، اُس کی قدر دانی کے لئے بھی پہلے سے ذہنی اور عملی طور پر تیار ہونا چاہیے۔

پانچواں کام: شبِ براءت کی عبادت:

شعبان المعظم کے مہینے میں اللہ تعالیٰ نے 15 شعبان کی ایک معظّم اور بابرکت رات رکھی ہے اور اس میں عبادت کرنے والوں کے لئے بے شمار اجر و ثواب مقرر کیا گیا ہے، اس میں کثیر لوگوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ یہ رات دعاؤں کی قبولیت والی رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے والا محروم نہیں ہوتا۔

شعبان کے مہینے میں قابلِ ترک (نہ کرنے کے) کام:

یعنی وہ کام جن کو اِس مہینے میں عبادت اور رسم کے طور پر بڑے اہتمام سے کیا جاتا ہے، لوگ اُن کاموں کو اِس مہینے میں عبادت سمجھ کر بڑے ذوق و شوق سے کرتے ہیں، اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے کثیر مال خرچ بلکہ ضائع کرتے ہیں، حالانکہ اُنکاموں کا مذہب و شریعت سے کوئی تعلق نہیں، اُن کا کرنا بدعت ہے لہٰذا اُن سے اجتناب کرنا ضروری ہے، ان میں سے چند کام یہ ہیں: آتش بازی، چراغاں کرنا، حلوہ بنانا، دھوم دھام سے قبرستان جانا، شبِ براءت میں اجتماعی عبادت کا اہتمام کرنا، شب براءت میں نوافل کی باجماعت نماز وغیرہ۔

ہمیں ان جیسے دیگر کاموں اور رسموں سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان باتوں پر عمل کرنے اور اپنی زندگی کو سنت کے مطابق ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

زندگی اور معیشت تنگ ہونے کے اسباب

مولانا مظہر الدین سومرو صاحب مدظلہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ:

قارئین کرام! دعوتِ دین رسالہ شایع کرنے کا مقصد لوگوں کو برائیوں سے بچا کر انہیں درست راستے پر گامزن کرنا ہے۔ اسی لئے یہ رسالہ شایع کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو اپنی بارگاہِ الٰہی میں مقبول اور منظور فرمائے اور اس رسالہ کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے. آمین

پریشانیاں آخر کیوں جنم لیتی ہیں؟

قارئین کرام! جیسا کہ آج کل تقریباً ہر بندہ کسی نہ کسی وجہ سے پریشان ہے، کوئی معاشی حالت کی وجہ سے پریشان ہے، کوئی بیماری کی وجہ سے پریشان ہے، تو کوئی گھریلو مسائل کی وجہ سے پریشان ہے۔

ان پریشانیوں نے لوگوں کی زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیا ہے، اسی وجہ سے لوگ ڈپریشن کا شکار ہو کر پھر خودکشیاں کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ پریشانیاں کیوں جنم لیتی ہیں؟ ان کے کارن کیا ہو سکتے ہیں؟

تجربہ اس بات پر گواہ ہے کہ یہ پریشانیاں اکثر ان لوگوں میں پائی جاتی جو دین سے دور ہوتے ہیں، یا شرعی معاملات اپنے اوپر لاگو نہیں کرتے، تبھی یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آجاتے ہیں، اور پریشان در پریشان ہوتے جاتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی

ترجمہ: اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اسکو ملنی ہے گزران تنگی کی اور قیامت کے دن ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

اللہ کا ذکر کیا ہے؟: آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد اَحکامِ خداوندی ہیں۔ پھر احکامِ خداوندی دو قسم کے ہوتے ہیں 1۔ ایک عبادات 2۔ دوسرا معاملات۔

عبادات کیا ہیں؟: عبادات سے مراد ہے نماز، روزہ، صاحبِ استطاعت پر حج، صاحبِ نصاب پر زکوۃ، جہاد فی سبیل اللہ، صدقہ، خیرات، تلاوتِ قرآن، اللہ پاک کا ذکر کرنا اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنا وغیرہ۔

کون سے لوگ زیادہ پریشان رہتے ہیں؟: اگر آپ لوگوں کا جائزہ لیں گے تو آپکو اکثر وہ لوگ پریشان نظر آئیں گے جو اللہ کی عبادت سے غافل رہتے ہوں گے ، یا عبادت تو کریں گے لیکن ناقص کریں گے۔ مثال کے طور پر

عبادات میں ریاکاری کریں گے

نماز ادا نہیں کریں گے

نماز تو ادا کریں گے مگر جلدی جلدی ادا کریں گے

نماز تو ادا کریں گے مگر نماز کے ارکان کو صحیح ادا نہیں کریں گے

روزہ تو رکھیں گے لیکن سارا دن غفلت میں گذار دیں گے

روزہ رکھ کر سارا دن سوتے رہیں گے یا صحیح وقت پر سحری بند نہیں کریں گے

وقت سے پہلے روزہ افطار کریں گے........اس طرح کرنے سے یہ عبادات ناقص ہو جاتی ہیں ،ایسی عبادت سے انہیں نہ کوئی فائدہ ہوگا اور نہ ہی عنداللہ اجر ملے گا، گویا کہ عبادت ہی نہیں کی، اگر ہم اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں تو اپنی اصل بیماری یعنی پریشانی ، تنگ دستی اور معیشت کمزور ہونے کا پتہ چل جائے گا۔

زندگی اور معیشت کی تنگی کیسے دور ہو گی؟:

اوپر یہ بات واضح ہو گئی کہ لوگ عبادات صحیح ادا نہیں کرتے تبھی پریشان رہتے ہیں اور معیشت کی تنگی کا شکار ہوتے ہیں۔ اور یہ معیشت کی تنگیاور پریشانیاں کیسے ختم ہوں گیں؟ اسکا حل یہ ہے کہ عبادات کو ٹھیک طریقے سے ادا کیا جائے۔ چنانچہ اگر لوگ عبادات کو ٹھیک طریقے سے ادا کریں گے تو فائدہ ہوگا ورنہ عبادت میں ٹائم کے ضائع ہونے، روزہ میں بھوک کی شدت برداشت کرنے اور صدقات میں پیسوں کے ضائع ہونے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔

معاملات کیا ہیں؟

معاملات وہ ہیں جن میں لوگوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق ہوتا ہے، پھر وہ تعلق ہر طرح کا ہو سکتا ہے، چاہے وہ تعلق رشتہ داری کا ہو، تجارت کا ہو یا پڑوس کا ہو۔

صلہ رحمی: لوگ اپنی انا کی تسکین کی خاطر اپنے بہن بہائیوں اور باقی رشتہ داروں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر بلاوجہ ناراض ہو کر بیٹھ جاتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں نقصان کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا، بلاوجہ اپنے آپ کو پریشان کرتے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔من سرہ ان یبسط لہ فی رزقہ وان ینسا لہ فی اثرہ فلیصل رحمہ جسے پسند ہے کہ اسکی روزی میں فراخی ہو اور اسکی عمر درانہ کیجائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔ حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں کے ساتھ حُسنِ سلوک رکھنے سے انسان کی زندگی میں اور اسکی معیشت میں فراخی ممکن ہے۔ لہٰذا بلاوجہ اپنے رشتہ داروں سے نہیں الجھنا چاہیئے۔ کیونکہ انسان کے یہ ہی رشتہ دار تو ہوتے ہیں جو ہر محاذ پر کام آتے ہیں، اور ہر اچھے، بُرے وقت میں اسکے ساتھ ہوتے ہیں۔

رشتہ داروں کے ساتھ جڑے رہنے کی مثال: رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے اور انکے ساتھ جڑے رہنے میں انسان کی طاقت ہوتی ہے، رشتہ داروں کے ساتھ رہنے میں انسان کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، اگر کوئی شخص لڑ جھگڑ کر علیحدہ ہو جائے گا تو وہ بلکل اس طرح کم قیمت ہو جائے گا جیسے انگور کے گچھے سے ایک انگور کا دانہ الگ ہو جانے سے اس کی قیمت گر جاتی ہے۔ رشتہ داروں کی مثال بھی بلکل اسی طرح ہے اگر وہ اپنوں کے ساتھ جڑے رہیں گے تو ان کی قدر و قیمت بلند ہو جائے گی اور ان کی زندگی بھی آسان اور معیشت میں بھی وافر مقدار میں اضافہ گا۔

تجارت: تجارت بھی معاملات میں سے اہم معاملہ ہے۔ اس لیے ہماری تجارت بھی اسلامی طریقے کے مطابق ہونی چاہیئے کیوں کہ جب بندہ تجارت میں امانت، صداقت، دیانت کا خیال رکھے گا اور جھوٹ وغیرہ نہیں بولے گا تو معاشرے میں اس کا مقام بڑھ جائے گا۔ ہر بندہ اسکے ساتھ کاروبار کرنا چاہے گا، اسطرح کرنے سے زندگی میں وسعت آجائے گی، آمدنی میں بھی اضافہ ہو گا اور جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے لوگوں چھپنا بھی نہیں پڑے گا۔

آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں سے جھوٹ بول کر پیسہ تو حاصل کر لیتے ہیں مگر پھر وہ خود چُھپتے پھرتے ہیں اور ساتھ میں گھر والوں کو بھی اذیت میں ڈال رہے ہوتے ہیں نتیجتاً اپنا اور اپنے گھر والوں کا سکون برباد کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ جھوٹ اور دھوکہ کی وجہ سے ان کی ڈیل تو ہو جاتی ہے لیکن جھوٹ کی آمدنی سکون کا باعث نہیں بنتی کیونکہ اس آمدنی میں حرام کی کمائی شامل ہو جاتی

ہے۔تو پھر کیسے ان کی زندگی میں اور معیشت میں وسعت حاصل ہوگی۔

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ صحیح مؤمن کی کی پہچان اسکا کاروبار ہے یعنی جو آدمی صحیح مؤمن ہوگا تو وہ جھوٹ نہیں بولے گا اور جھوٹ نہ بولنے کی وجہ سے کسی کو دھوکہ بھی نہیں دے گا۔

پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک: پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک رکھنے سے بھی زندگی اور معیشت میں وسعت ہو سکتی ہے کیونکہ اسلام ہمیں پڑوسیوں سے اچھا تعلق رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ پڑوسیوں کے حقوق کا اسلام نے بہت خیال رکھنے کا حکم دیا ہے،اسلام نے صرف پڑوسیوں کو میراث میں شامل نہیں کیا باقی سب کچھ میں شامل کیا ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے جس نے پڑوسی کو ستایا اس نے مجھے ستایا،اور آپکو معلوم ہے کہ جس نے آپ ﷺ کو ستایا گویا اس نے اللہ کو ستایا اور جو اللہ تعالی کو ستانے والا ہوگا بھلا وہ کہاں سے سکون کی زندگی بسر کر سکے گا۔

اللہ تعالی ہمیں عمل کرنے کی کی توفیق عطاء فرمائے آمین۔ وماعلینا الا البلاغ

پریشانیوں کا حل قرآنی وظائف

آسمانی اور زمینی مصائب سے نجات کا وظیفہ

ظہر کے بعد، مغرب کے بعد، عشاء کے بعد دو رکعت صلوۃ التوبہ ادا کریں۔ اور درج ذیل دعائیں سات سات مرتبہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ: اے اللہ! میرے غم کو راحت میں بدل دے، مصیبت کو عافیت سے بدل دے اور میرے دکھ کو خوشی میں بدل دے۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ

وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ

شریعت میں کثرت سے توبہ کرنے کا حکم

تحریر: جناب عطاءاللہ خان حسن زئی صاحب مدظلہ (ایبٹ آباد)

اسلاف کا یہ حال تھا کہ وہ دن اور رات میں کثرت سے استغفار کرتے تھے کیونکہ ان کو یقین ہوتا تھا کہ وہ گناہ سے اپنے کسی خیال بلکہ عبادات میں بھی نہیں بچ سکتے اور وہ خشوع کی کمی پر بھی استغفار کرتے تھے۔ علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں صوفیائے سلف کا بھی یہی طریقہ تھا برخلاف ہمارے زمانے کے صوفیاء کے بلکہ بعض صوفیاء سے ہم نے یہاں تک سنا ہے کہتے ہیں کہ الحمد للہ ہم ایسی قوم میں سے ہیں جس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کیونکر۔۔؟ فرمایا کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ فاعل ربّ العزت ہے نہ کہ ہم، تو میں نے ان سے کہا آپکو توبہ واستغفار کرنا واجب ہے کیونکہ آپ نے تو شریعت کے تمام ارکان اور حدود گرادیئے ہیں۔ بخدا اگر میں بادشاہ ہوتا تو ایسے لوگوں کی گردن اڑادیتا کیونکہ تمام انبیاء کرام اور اکابر وقت اس بات کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے افعال کے خالق ہیں مگر وہ توبہ واستغفار کرتے اور روتے رہتے، اتنا روتے کہ ان کے آنسوں سے گھاس پیدا ہو جاتا۔

ہمارا مرض اور اسکا علاج

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یادرکھو! میں تمہارے مرض اور اس کے علاج کے بارے میں بتاتا ہوں مرض تو گناہ ہیں اور اسکا علاج استغفار ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ سے روایت ہے: قال رسول اللہ ﷺ ماأصرمن استغفر، وإن عادفی الیوم سبعین مرۃ یعنی جو استغفار کرے وہ اصرار کرنے والا نہیں ہوتا خواہ دن میں ستر سے زیادہ بار گناہ کی طرف لوٹے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں تائبوں کی ہمنشینی کرو کیونکہ وہ بہت نرم دل ہوتے ہیں۔

رابعہ بصریہؒ فرماتی ہیں کہ ہمارا استغفار بھی استغفار کا محتاج ہے کیونکہ اس میں سچائی نہیں۔

ابوالجوزاءؒ فرماتے ہیں کہ آدمی گناہ کرکے ہمیشہ نادم رہتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا

ہے اس وقت شیطان کہتا ہے کہ کاش! میں اس سے گناہ نہ کراتا۔

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ہمسایہ کے پاس گیا وہ بیمار تھا اور گناہگار تھا تو میں نے اسے کہا اے دوست تُو اللہ سے توبہ کر شاید تجھے شفا حاصل ہو جائے، اس نے وعدہ کیا اور رو پڑا، تو میں نے گھر کے ایک کونے سے ہاتفِ غیبی کو کہتے ہوئے سنا کہ اگر اس کا وعدہ تیرے وعدے جیسا ہے تو فائدہ نہیں کیونکہ تو نے اکثر وعدے کیے لیکن ہم نے تجھے جھوٹا ہی دیکھا۔ راوی کہتا ہے اس وقت مالک بن دینار پر غشی طاری ہو گئی۔

حسن بصریؒ سے کہا گیا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو توبہ کرے اور توڑ دے، پھر توبہ کرے اور توڑ دے، اسی طرح بار بار کرتا رہے، آپ نے فرمایا میں اسے مومن خیال کرونگا کیونکہ یہ کام مومن ہی کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خوف سے نکلا ہوا آنسو

اللہ تعالیٰ اور آخرت کے خوف سے نکلا ہوا ایک آنسو جہنم کی بڑی سے بڑی آگ کو بجھا دیگا۔

امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت حازمؒ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ حضرت جبرائیل امین تشریف لائے تو وہاں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے رو رہا تھا، جبرائیل امین نے فرمایا انسان کے تمام اعمال کا تو وزن ہو گا مگر اللہ تعالیٰ اور آخرت کے خوف سے رونا ایسا عمل ہے جس کو تولا نہ جائے گا بلکہ ایک آنسو بھی جہنم کی بڑی سے بڑی آگ کو بجھا دے گا۔ (معارف القرآن)

توبہ کا دروازہ:

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جنت کے آٹھ دروازے ہیں تمام کھلتے اور بند ہوتے ہیں مگر توبہ کے دروازے پر فرشتہ ہے جو اسے بند نہیں ہونے دیتا پس التجاء کرو اور ناامید نہ ہو۔

حضرت صفوان بن عسال مرادیؓ، حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مغرب کی جانب ایک دروازہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے توبہ کیلئے بنایا ہے اسکا عرض ستر سال یا چالیس سال کی مسافت کے برابر ہے جب اللہ تعالیٰ سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا یہ دروازہ اس وقت تک کھلا رہے گا۔

رات دن توبہ کا انتظار:

اللہ تعالیٰ کو بندہ کی توبہ کا انتظار رہتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ بندہ کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔اسی لئے مختلف اعمال سے اللہ تعالی بندہ کو معاف کر دیتے ہیں۔جیسا کہ حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ کا ارشاد پاک ہے میں دن میں سو سو بار استغفار کرتا ہوں۔

حضرت حسن بصریؒ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے شیطان مردود کو زمین پر اتارا تو کہنے لگا کہ تیری عزت کی قسم! میں ابن آدم کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ اس کی روح بدن سے الگ نہ ہو جائے،اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عظمت (عزت) کی قسم کہ میں اپنے بندے سے توبہ کو نہ روکوں گا جب تک کہ مجھ سے معافی مانگتا رہے گا۔

گناہ پر اصرار نہیں کرنا چاہئے: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے ایک بندہ گناہ کرتا رہتا ہے اور پھر کہتا ہے اے میرے رب مجھ سے گناہ ہو گیا ہے مجھے معاف کر دے،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ شخص جانتا ہے کہ میرا ایک رب ہے جو اگر چاہے تو مجھے معاف بھی کر سکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔کچھ عرصہ بعد پھر گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ واستغفار کرتا ہے اور اسی طرح ہر دفعہ گناہ کے بعد توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ معاف فرماتا ہے کہ یہ جانتا ہے کہ میرا رب ہے جو معاف بھی کر سکتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور تمام گناہ معاف فرماتا ہے اور وہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔(الشوری 25) البتہ عقل مند کیلئے مناسب ہے کہ وہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھے اور کسی گناہ پر اصرار نہ کرے۔

توبہ کے بارے میں ایک عجیب سچی حکایت:

حضرت عباسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی نے حضور ﷺ کی خدمتِ عالیہ میں خط لکھا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں مگر میرے لیے قرآن کی یہ آیت رکاوٹ ہے وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ۔وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی پرستش نہیں کرتے اور جس

شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر اس کو جس کا قتل کرنا درست ہے اور وہ زنا بھی نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کام کرے گا تو اس کو سزا ملے گی۔ (الفرقان) اور میں نے یہ تینوں کام کیے ہیں کیا میرے لیے بھی توبہ ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا۔ (الفرقان 70) آپ ﷺ نے یہ آیت وحشی کو لکھ کر بھیجی اس نے پھر لکھا کہ آیت میں عمل صالح کی شرط ہے اور کیا معلوم میں عمل کر سکوں یا نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اس کے سوا جتنے گناہ ہیں جس کو چاہیں بخش دیں گے۔ (النساء 48) آپ نے یہ آیت بھیجی تو اس نے پھر یہ لکھا کہ اس میں بھی اللہ کی چاہت کا شرط ہے، نہ معلوم میری مغفرت بھی چاہیں گے کہ نہیں؟ اس پر آیت نازل ہوئی: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ اس میں کوئی شرط نہیں ہے، جب یہ آیت نازل ہوئی تو وحشی نے کہا یہ اچھی آیت ہے اور اسلام لے آیا۔

توبہ کرنے کا طریقہ اور شرطیں:

اسلاف فرماتے ہیں کہ گناہ دو طرح کے ہیں ایک گناہ جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں۔

پہلے قسم کے گناہ کی توبہ یہ ہے کہ: زبان سے استغفار کرنا اور دلی ندامت کا اظہار کرنا اور آئندہ کیلئے اس گناہ کو نہ کرنے کا عزم کرنا۔ اس طرح سے توبہ کرے گا تو اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں گے البتہ اگر فرائض چھوٹے ہوں تو اتنی توبہ کافی نہیں جب تک ان کی قضا نہ کرے اور ندامت اور استغفار نہ کرے

دوسرے قسم کے گناہ کی توبہ یہ ہے کہ: صاحبِ حق کا حق ادا کرے یا صاحبِ حق کو راضی کرے کہ وہ اسکو معاف کردے۔

کیا بچوں کو مدارس کی بجائے یونیورسٹیز میں بھیجنا چاہیے؟

مرسل: فضیلۃ الشیخ عبد القیوم السندی دامت برکاتہم (ام القری یونورسٹی مکہ مکرمہ)
تحریر: الشیخ عبد الرحمٰن شاہین صاحب مدظلہ (مدیر جامعہ اسلامیہ گلستان ٹاون ملتان)

سوال: کیا اس دور میں بھی مدرسہ کی ضرورت ہے؟ اب تو بے شمار حفاظ اور علماء پیدا ہو چکے ہیں، دینی رہنمائی اب ہر کوئی خود لے سکتا ہے، کیا مدرسہ کے مولویان کو جا کر کوئی کاروبار نہیں کرنا چاہیے ؟اور بچوں کو مدارس کی بجائے یونیورسٹیز میں نہیں بھیجنا چاہیے؟ تاکہ مفت میں ویلے بیٹھ کر ملکی معیشت کا بیڑہ غرق کرنے کی بجائے اس کی بہتری میں کردار ادا کریں؟

جواب: جناب! دینی مدارس تو ہر دور کی ضرورت ہیں اور وہ الحمد للہ اپنی ذمہ داریاں کما حقہ نباہ بھی رہے ہیں اور ادا بھی کر رہے ہیں۔ معاشرہ کی دینی ضروریات کے لئے ہمہ وقت کوشاں بھی ہیں اور معاشرہ کی ضرورت کے مطابق علماء، خطباء، مدرسین، واعظین، مصنفین، مبلغین، محققین، سکالرز، ائمہ مساجد، حفاظ کرام اور قراء عظام وغیرہ تیار کر رہے ہیں۔

ہاگر ہر مذہبی فیلڈ میں ماہر سے ماہر افراد موجود ہیں تو ان مدارس کی بدولت ہیں۔

رہ گئی مدارس کے مقابلے میں یونیورسٹیاں اور کالجز تو ان پاکستانی اور بیرونی یونیورسٹیوں نے کیا نابغے دیئے؟

ملکی یا غیر ملکی یونیورسٹیوں سے گریجویٹ، ایم این اے، ایم پی اے حضرات جو اسمبلیوں میں پہنچ کر ملک اور عوام کو نوچ رہے ہیں، عوام پر پہاڑوں کی طرح بڑے بڑے بھاری ٹیکس لگا کر خود کرپشن کے انبار اور اقربا پروری کے سابقہ ریکارڈ توڑ کر نئے ریکارڈ قائم کر رہے ہیں، کیا یہ مدارس کی پیداوار وار ہیں یا یونیورسٹیوں کی؟

اسی طرح اے سی، ڈی سی، کمشنرز سی ایس ایس افیسرز بیوروکریٹس کلرک وغیرہ جو ہیں یہ لوگ بغیر بھاری رشوت کے کسی بھی فائل اور درخواست کو آگے نہیں چلاتے اور ایک ایک

سائن دستخط کے لاکھوں روپے وصول کرتے ہیں، کیا یہ سب لوگ مدارس کے پڑھے ہوئے ہیں؟ یا یونیورسٹیوں کے؟

ڈاکٹرز ہیں تو طب جیسی خدمت اور ہمدردی والے پیشے کو بزنس انڈسٹری بنار کھا ہے۔

میڈیکل لیبارٹریوں کے نام پر لوٹ کا بازار گرم کرنے والے، اپنی لیب پر ٹیسٹ کرانے کے لئے ڈاکٹرز کو کمیشن دینے والے۔ ڈاکٹرز کو بطور کمیشن گاڑیاں بنگلے آفس غیر ملکی سیر و سیاحت یا عمرے کے ٹکٹ و دیگر سہولیات فراہم کرکے اپنی دو نمبر ناقص ادویات فروخت کرنے والی میڈیسن کمپنیاں، کیاان کو دینی مدارس کے لوگ چلارہے ہیں؟ یا یونیورسٹیوں سے فیض یافتہ؟

ہسپتال مافیا کے طریقہ واردات، میت کا علاج کرکے لاکھوں کے بل وصول کرکے پھر نعش ورثاء کے حوالے، اور بیماری کے بہانے گردے نکال کر بیچنے والے کیامدارس کے فارغ التحصیل ہیں؟ یا یونیورسٹیوں سے فیض یافتہ؟

ٹیچرز، پروفیسرز پرائیویٹ ایجوکیشن سسٹم کے کالجز یونیورسٹیاں اور ان کے اونرز اور انوسٹرز حضرات نے تعلیم کو جو ایک بنیادی ضرورت تھی، اور کالجز اور یونیورسٹیز کو ایک کمرشل ہب بنا کے رکھ دیا ہے۔۔ یہ دینی مدارس کے لوگ ہیں؟ یا یونیورسٹیوں کے؟

بنکار اور سرمایہ دار ہیں تو اکانومی کے نام پر عوام کا خون نچوڑ نچوڑ کر کنگلا کر چکے ہیں۔ کیا یہ مدارس کی پیداوار ہیں؟ یا یونیورسٹیوں کی پیداوار؟

ہر محکمہ میں ڈی جی صاحب، ایم جی صاحب اور بڑے بڑے گریڈز کے حامل با اختیار افسران کے کرتوت کیاآپ سے مخفی ہیں؟ کیا یہ دینی مدارس کے لوگ ہیں؟ یا یونیورسٹیوں کے؟

عدلیہ، سیشن کورٹس، سول کورٹس، ہائی کورٹس، سپریم کورٹس اور بینکنگ کورٹس وغیرہ کے ججز حضرات اور ان کی عدالتوں میں مجرموں کو سزاؤں سے بچانے والے وکلاء اور قانون دان، ان میں کتنے لوگ ہیں جو مدارس سے تعلیم یافتہ ہیں؟

کیا یہ سب مدارس کی پیداوار ہیں؟؟ یا یونیورسٹیوں کے پڑھے لکھے تعلیم یافتہ؟

قانون نافذ کرنے والے ادارے م، لکی دفاع و سالمیت کے ادارے اور اسٹیبلشمنٹ وغیرہ ان اداروں کے لوگ دینی مدارس کے پڑھے ہوئے ہیں؟ یا یونیورسٹیوں کے؟

پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا، نام نہاد صحافت اور لفافی میڈیا وغیرہ، بلیک مارکیٹنگ، ذخیرہ اندوزی، بازاروں میں لوٹ کھسوٹ، نت نئے جدید طریقوں سے پن کوڈز سے لیکر ڈیجیٹل فراڈ کے ذریعے غلط طریقے سے لوگوں کی زندگی بھر کی کمائیاں لوٹنے والے کیا یہ مدرسوں کے پڑھے ہیں؟ یا یونیورسٹیوں کے؟

محترم! حقیقت تو یہ ہے کہ اگر کوئی مدرسہ کا پڑھا ہوا شخص ان محکموں میں آ بھی جائے تو اسے مولوی مولوی کہہ کر کھڈے لائن لگا دیا جاتا ہے کہ یہ نہ خود کھاتا ہے نہ ہمیں کھانے دیتا ہے۔اسکے لیے روز روز کے تبادلوں سے زندگی اجیرن کر دی جاتی ہے۔ تو کیااس مولوی کی زندگی کو اجیرن کرنے والے مدارس کے پڑھے ہوئے ہیں یا یونیورسٹیوں کے؟

آپ انصاف کی بات کریں ناانصافی نہ کریں! مدارس پر تو تب لب کشائی کریں جب معاشرہ کی طرف سے ملنے والی ذمہ داریاں پوری نہ کر رہے ہوں؟اعلی تعلیم فراہم کرنے والے یہ عصری ادارے اگر کرپٹ، لٹیرے بد دیانت ہمدردی و خیر خواہی سے ناآشنا لوگ پیدا کر رہے ہیں تو ان کا غصہ مدارس پر نہ نکالیں!

اسلامی تاریخی معلومات

مولانا محمد عارف صاحب گودھروی (باڈھ)

سوال: وہ کونسے انسان ہے جن کا نیند کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا؟

جواب: انبیاء علیہم السلام۔

سوال: وہ کونسے صحابی ہے جنکو حضرت داؤد علیہ السلام جیسی خوبصورت آواز دی گئی تھی؟

جواب: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

سوال: اولوالعزم کونسے انبیاء کہلاتے ہیں؟

جواب: پانچ ہیں: 1. حضرت نوح علیہ السلام 2. حضرت ابراھیم علیہ السلام 3. حضرت موسیٰ علیہ السلام 4. حضرت عیسیٰ علیہ السلام 5. حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سوال: وہ کونسے نبی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اٹھالیا تھا؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

زندگی کا خلاصہ

مرسل: مولانا محمد احمد صاحب مدظلہ (لکھی، شکارپور)

استاذِ محترم شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ سے سوال کیا گیا کہ حضرت زندگی کا خلاصہ کیا ہے؟ حضرت نے یہ 20 نکات ارشاد فرمائے:

(1) ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کیا کرو۔

(2) کوشش کرو کہ پوری زندگی میں کوئی شخص تمہاری شکایت کسی دوسرے انسان سے نہ کرے۔ پروردگار سے تو بہت دور کی بات ہے۔

(3) خاندان والوں کے ساتھ کبھی مقابلہ مت کرنا۔ نقصان قبول کرلینا، مگر مقابلہ مت کرنا۔ بعد میں نتیجہ خود مل جائے گا۔

(4) کسی بھی جگہ یہ مت کہنا کہ میں عالم ہوں، میرے ساتھ رعایت کرنا۔ یہ ایک نامناسب عمل ہے۔ کوشش کرو دینے والے بن جاؤ۔

(5) سب سے بہترین دستر خوان گھر کا دستر خوان ہے، جو بھی تمہارے نصیب میں ہوگا بادشاہوں کی طرح کھالوگے۔

(6) اللہ کے سوا کسی سے امید مت رکھنا۔

(7) ہر آنے والے دن اپنی محنت میں مزید اضافہ کرنا۔

(8) مالداروں اور متکبروں کی مجالس سے دوری اختیار کرنا مناسب ہے۔

(9) ہر دن صبح کے وقت صدقہ کرنا، شام کے وقت استغفار کا ورد کرنا۔

(10) اپنی گفتگو میں مٹھاس پیدا کرنا۔

(11)اونچی آواز میں چھوٹے بچے سے بھی بات مت کرنا۔

(12)جس جگہ سے تمہیں رزق مل رہا ہے اس جگہ کی دل وجان سے عزت کرنا۔جس قدر ادب کروگے ان شاء اللہ رزق میں اضافہ ہوگا۔

(14) کوشش کروکہ زندگی میں کامیاب لوگوں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ایک نہ ایک دن ضرور تم بھی اس جماعت کا حصہ بن جاؤگے۔

(15) ہر فیلڈ کے ہنر مند کی عزت کرنا،ان کے ساتھ ادب سے پیش آنا۔

(15) والدین ،اساتذہ اور رشتے داروں کے ساتھ جس قدر اخلاق کا معاملہ کروگے اس قدر تمہارے رزق اور زندگی میں برکت ہوگی۔

(16)ہر کام میں میانہ روی اختیار کرنا۔

(17) عام لوگوں کے ساتھ بھی تعلق رکھنااس سے بھی بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔

(18) ایک انسان کی شکایت دوسرے سے مت کرنا، ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ شکایت کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

(19) ہر بات کو مثبت انداز میں پیش کرنا،اس سے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

(20) بڑوں کی مجلس میں زبان خاموش رکھنا۔

آخر میں درج ذیل دعا سکھائی کہ مشکل وقت میں اہتمام کے ساتھ پڑھا کروان شاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا۔

نکاح میں تاخیر نہ کریں

مفتی شاہ محمد چاچڑ صاحب مدظلہ (دارالعلوم الشرعیہ روہڑی)

ہمارے معاشرہ میں برائیاں بڑھ گئی ہیں، مغربی تہذیب نے ہماری تہذیب کو بری طرح متاثر کیا ہے، معاشرہ میں فحاشی عام ہو گئی ہے، بی پردگی حد سے زیادہ ہو گئی ہے کہ عورتیں دوپٹہ کے بغیر بن سنور کر گھوم رہی ہیں۔

جب بچے نوجوان ہوتے ہیں وہ زندگی کے اک نئے مرحلے میں شروع ہو جاتے ہیں، جس طرح کھانا، پینا انسان کی ضرورت ہے اسی طرح بلوغت کے بعد جنسی ضرورت پوری کرنا بھی انسان کی ضرورت ہوتی ہے۔ مرد و عورت کا ایک دوسرے کے طرف میلان یہ بھی فطری چیز ہے، نکاح سے صرف جنسی سکون نہیں ملتا بلکہ قلبی سکون بھی ملتا ہے۔

اسلامی تعلیمات میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے اور اس کا مناسب رشتہ آ جائے تو اس کا نکاح کر دیا جائے۔

اچھے مکان، اعلی تعلیم، بڑی نوکری، اچھے کاروبار اور اس طرح دنیوی چیزوں کو دیکھنے کی فکر میں لڑکیاں سالوں تک انتظار کرتی ہیں، یہاں تک کہ ایک بہن کا نکاح اس وقت ہوتا ہے جب دوسری بہنیں جوان ہوتی ہیں، بہت عورتوں کی توجوانی کے دس یا پندرہ سال کے بعد بھی شادی نہیں ہو پاتی، حقیقت تو یہ ہے کہ ہر انسان کا رزق لکھا ہوا ہے جو اسے ملنا ہے۔

عورت کی خواہش جب اپنے شوہر سے پوری ہوگی تو وہ ادھر ادھر نہیں دیکھے گی، جب شادی بلوغت کے بعد اتنی دیر سے ہو تو پھر مواقع کا غلط استعمال ہو سکتا ہے، غلط مواقع کے استعمال سے یہ بھی نقصان ہوتا ہے کہ شادی کے بعد بھی بری عادات کا نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

نکاح میں تاخیر سے خواتین و نوجوان جنسی خواہش کی تکمیل کے لئے غیر اسلامی غیر فطری قباحتوں میں گر جاتے ہیں۔

عام طور پر شادی کی تاخیر کا وجہ تعلیم بتایا جاتا ہے، حقیقت میں تو بڑی ڈگری حاصل کرنا عورت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ شادی کے بعد عورت کا خرچہ اور بچوں کا خرچہ

شوہر کے ذمہ داری ہوتی ہے، اس کے علاوہ بہت سے ایسے ہنر بھی ہیں کہ عورت گھر میں رہ کر کما سکتی ہے، جہاں مجبوری ہو گھر میں رہ کر ہنر مندی کی جا سکتی ہے۔

آج کے ماحول میں تو گناہ کا امکان وخطرہ اور بھی زیادہ ہے، اس لئے نہ تو نئے گھر بنانے کا انتظار کریں، نہ دنیوی چیزوں کی فکر کریں، بلکہ جب بھی مناسب رشتہ آجائے تو فورا نکاح کرادیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں تاخیر نہ کرنا: 1۔ نماز جب تیار ہو 2۔ جنازہ جب حاضر ہو 3۔ نکاح جب اس کا مناسب رشتہ موجود ہو۔ مشکواۃ جلد1 ص192

مشاہدہ بھی یہ ہے کہ اگر آدمی تیار نماز نہیں پڑھتا اس امید پر کہ آگے پڑھوں گا یا بعد میں پڑھونگا تو اکثر اسکی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس طرح جنازہ نماز میں جب ورثاء موجود ہوں تو دیر نہ کی جائے، اس طرح لڑکی کا مناسب رشتہ موجود ہو تو اس میں بھی دیر نہ کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسکو اولاد تو وہ انکے اچھے نام رکھے، انکو ادب سکھائے پھر جب بالغ ہو جائیں تو ان کی شای کرائے۔ ہونے کے بعد شادی نہ کرائی پھر ان سے گناہ ہو جائے تو اسکا گناہ والد پر بھی ہوگا۔ مشکواۃ جلد1 ص271

خطبات فقیر میں مولانا پیر ذوالفقار احمد دامت برکاتہم نے ایک واقعہ لکھا ہے:

ایک بار سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحہ کسی کے گھر میں مہمان تھے، پتہ چلا کہ جوان بیٹی اس گھر میں موجود ہے، شاہ صاحب نے مشورہ دیا کہ اس بچی کی جلد شادی کر دی جائے، اس لڑکی کی ماں کہنے لگی ابھی تو میری بچی کے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے ابھی شادی کرادوں؟ شاہ صاحب نے فرمایا اماں شادی کرادو اگر دودھ خراب ہو گیا تو اسے کتے ہی پئیں گے انسان نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ عورت سے چار وجہ سے شادی کرتے ہیں 1۔ بڑے خاندان کی وجہ سے 2۔ مال و دولت کی وجہ سے 3۔ حسن وجمال کی وجہ سے 4۔ دینداری کی وجہ سے، تم عورتوں سے اچھے اخلاق اور دینداری کی وجہ سے شادی کرو۔ اس لئے اچھے اخلاق کو سب سے مقدم رکھا جائے۔ عورت کتنی بھی حسین و جمیل ہو اگر کردار کی بری ہو تو اس کا حسن جمال کسی کام کا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

آیئے! صحابہ کرام رضہ اجمعین سے ایثار سیکھیں

مولانا مہتاب احمد سومرو صاحب مدظلہ (جامعہ اسلامیہ لاڑکانہ)

سرور کونین ﷺ کا مبارک ارشاد ہے، آپ نے فرمایا:

طعام الاثنین کافی الثلاثة وطعام الثلاثة کافی الأربعة

دو کا کھانا تین کے لیے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہے۔(متفق علیہ)

اس حدیث مبارکہ سے ملنے والا سبق

اس حدیث مبارکہ سے ہمیں ایثار کا سبق ملتا ہے۔اب ایثار ہے کیا؟ آیئے سب سے پہلے اس کو واضح کرتے ہیں۔

ایثار عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معنی تو ہیں ترجیح دینا، لیکن جب ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں اس لفظ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ایثار یہ ہے کہ آدمی دوسرے کے غم کو اپنا غم سمجھے۔

خود ضرورت اور حاجت کا سامنا کر رہا ہو لیکن دوسروں کی ضرورت کو پورا کرے۔

خود تو فقر اور فاقہ کی مشقت جھیل رہا ہو لیکن دوسروں کو کھلانے کی فکر نے اس کو پریشان رکھا ہو۔

یہ صفت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک میں موجود تھی، جس بنا پر وہ حمد و ستائش کے مستحق ہوئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصة یعنی وہ خود پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود حاجتمند ہوتے ہیں۔(سورۃ الحشر، 09)

ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے ایثار کا واقعہ:

صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث مذکور ہے کہ ایک دن ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی حاجت لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں بھوکا ہوں، میرے لیے کھانے کا انتظام فرمایئے؟ تو آپ ﷺ نے اپنی کسی اہلیہ محترمہ کو پیغام بھیجا کہ کیا ایک شخص کا کھانا گھر میں موجود ہے؟ جواب آیا کہ نہیں، پھر آپ ﷺ نے دوسری اہلیہ محترمہ کو یہی پیغام بھیجا مگر وہاں سے بھی وہی جواب آیا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے فرداً فرداً ہر ایک اہلیہ کو ہی پیغام بھیجا اور سب کی طرف سے جواب آیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا

ہے! گھر میں پانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج رات اس شخص کو کون کھانا کھلائے گا؟

مجمع میں موجود ایک انصاری شخص نے کہا کہ میں اس خدمت کے لیے حاضر ہوں، یہ کہہ کر اپنے گھر گیا اور بیگم صاحبہ سے پوچھا کہ گھر میں کھانے کے لیے کچھ ہے؟ جواب ملا کہ صرف بچوں کا کھانا ہے، تو اس انصاری شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ بچوں کو کوئی چیز دے کر بہلا دینا، جب وہ رات کا کھانا طلب کریں تو ان کو سلا دینا اور جب مہمان آئے تو چراغ بجھا دینا اور مہمان کو یہ محسوس کرانا کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں، چنانچہ جب مہمان آیا تو اس کو اسی طرح کھانا کھلایا گیا اور خود ساری رات بھوک پر کروٹ بدلتے رہے، جب صبح ہوئی تو وہ انصاری شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت حاضر ہوا تو اسکو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کی رات والی مہمان نوازی اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند آئی ہے۔ سبحان اللہ!

ہم سے کیا مطلوب ہے؟

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ ہمیں اپنے اندر اس صفتِ ایثار کو پیدا کرنا چاہیے اور معاشرے میں موجود غریب، مسکین اور حاجتمند لوگوں کو چن چن کر ان کی مدد کی جائے اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھ کر، ان کے غم کو خوشی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین

ابو عمر لاشاری صاحب (قدیمی مدرسہ لاڑکانہ)

ایک آدمی نے ایک مریض کی عیادت کی اور مریض کے گھر والوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کے مرنے پر اجر عطا فرمائے۔ یہ سن کر مریض کے گھر والوں نے اسے کہا تم پر خدا کی مار پڑے یہ ابھی تک مرا تو نہیں ہے، تو اس نے کہا ان شاء اللہ عنقریب مرے گا۔

خواتین کا صفحہ

بیان: برائے مستورات

بیان: مفتی عبدالقیوم آرائیں حقانی صاحب مدظلہ

18 جنوری 2024، جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات لاڑکانہ میں 36 طالبات کے ناظرہ قرآن مجید اور بالغات کورس کی تکمیل کے سلسلے میں منعقدہ تقریب میں کئے گئے اصلاحی بیان کا خلاصہ

خطبہ مسنونہ کے بعد:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ اے پیارے نبی! میرے بندوں کو خوشخبری دیجیے کہ میں بخشنے والا بھی ہوں اور رحم کرنے والا بھی ہوں۔

میرے بندوں کو بتادیجیے کہ وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ تمھارا رب بخشنے والا بھی ہے اور رحمت کرنے والا بھی ہے۔

میرے بندوں کو بتادیجیے کہ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ تمھارے رب کی رحمت بڑی اچھی چیز ہے۔

میرے بندوں کو بتادیجیے کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تم اللہ کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہونا۔

میرے بندوں کو یہ بھی بتادیجیے کہ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔

میری مائوں، بہنو اور بیٹیو! حقیقت یہ ہے کہ اگر ہمارے اوپر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم ایک لمحہ بھی زندگی نہ گذار سکتے، ہم ہر آن، ہر گھڑی اللہ پاک کی رحمت کے سائے میں جی رہے ہیں۔

بابرکت تقریب:

یہ بڑی بابرکت تقریب ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے عند كل ختمة دعوة مستجابة جس وقت بھی قرآن پاک کا ختم پورا ہوتا ہے اس وقت اللہ پاک ایک دعا قبول فرماتے ہیں، تو یہ دعا کے قبولیت کا وقت ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو قرآن پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الحمد للہ آج جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات میں 36 طالبات نے ناظرہ قرآن مجید مکمل کیا ہے اور کچھ طالبات نے بالغات کورس مکمل کیا ہے، اللہ تعالیٰ بچیوں کا پڑھنا اور اساتذہ کا پڑھانا اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

قرآن مجید کو دیکھنا بھی عبادت:

قرآن مجید ایسی کتاب ہے جس کو دیکھنا بھی عبادت ہے، پڑھنا بھی عبادت ہے، پڑھانا بھی عبادت

ہے، سمجھنا بھی عبادت اور سمجھانا بھی عبادت ہے۔ اللہ پاک قرآن سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن مجید کی شفاعت: حضور ﷺ کا ارشاد ہے اقْرَءُوا الْقُرْآنَ قرآن پڑھا کرو! کیونکہ إِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ یہ قیامت کے دن پڑھنے والے کیلئے سفارش کرے گا۔

حضور ﷺ نے فرمایا اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ قرآن پڑھا کرو کیوں کہ إِنَّهُ نِعْمَ الشَّفِيعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یہ قیامت کے دن بہترین طریقے سے سفارش کرے گا۔

قرآن مجید اپنے پڑھنے والے کیلئے اللہ کی بارگاہ میں اس طرح سفارش کرے گا کہ یَا رَبِّ! حَلِّهِ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ، اے میرے مولا اسے عزت والے زیور پہنائیے؟ فَيُحَلَّى حُلَّةَ الْكَرَامَةِ اسے عزت والے زیور پہنائے جائیں گے۔ قرآن مجید پھر کہے گا یَا رَبِّ! اُكْسِهِ كِسْوَةَ الْكَرَامَةَ اے میرے مولا اسے عزت والا لباس پہنائیے؟ فَيُكْسٰى كِسْوَةَ الْكَرَامَةَ، اسے عزت والا لباس پہنایا جائے گا۔ قرآن مجید پھر کہے گا یَا رَبِّ! أَلْبِسْهُ تَاجَ الْكَرَامَةِ اے میرے مولا اسے عزت والا تاج پہنائیے؟ يُلْبَسُ عَلَيْهِ تَاجَ الْكَرَامَةِ اسے عزت والا تاج پہنایا جائے گا۔ قرآن مجید پھر کہے گا، یَا رَبِّ! اِرْضَ عَنْهُ اے میرے مولا اس سے راضی ہو جائیے؟ فَيَرْضٰى عَنْه پھر اللہ پاک اس سے راضی ہو جائے گا۔

قرآن مجید نصیحت، شفا، ہدایت اور رحمت:

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا يٰاَيُّهَا النَّاسُ اے لوگو! قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ تمھارے پاس قرآن مجید کی صورت میں تمھارے رب کی طرف سے بہترین نصیحت آچکی ہے وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ اور اس قرآن میں تمھارے سینوں کے بیماریوں کی شفا رکھی ہوئی ہے وَهُدًى اور یہ قرآن تمھارے گمراہ لوگوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ ہے وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ اور یہ قرآن مومنوں کے لیے اللہ کی رحمت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید میں عورتوں کے لیے احکام:

1۔ سورہ نور میں اللہ پاک فرماتے ہیں قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ مومن ورتوں کو چاہیے کہ اپنے نظروں کی حفاظت کریں، نامحرم مردوں کہ نہ دیکھیں۔

2۔ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ اور اپنی عزت کی حفاظت کریں۔

3۔ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا اور جب ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلیں تو زیب وزینت کو ظاہر نہ کریں،، تیز خوشبو لگا کر نامحرم مردوں کے پاس سے نہ گذریں۔

4۔ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اور بے پردہ ہو کر نہ نکلیں، جب بھی باہر نکلیں تو برقعہ پہن کر یا بڑی چادر لپیٹ کر باہر نکلیں۔

اس لیے عورت کو چاہیے کہ جب بھی گھر سے باہر نکلے تو باپردہ ہو کر نکلے اور یہ دعا پڑھ کر باہر نکلے بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ جو شخص یہ دعا پڑھ کر گھر سے باہر نکلتا ہے، تو ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے: تیری حفاظت کی گئی، تیری کفایت کی گئی اور تجھے شیطان سے بچایا گیا۔

گھر میں قرآن مجید پڑھنے کے فوائد:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے لاتجعلوا بیوتکم قبورا ،وَاعمُرُوا بِه اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ بلکہ اپنے گھروں کو قرآن مجید کی تلاوت سے آباد کرو کیونکہ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي يُقْرَأُ فِيهِ الْقُرْآنُ جس گھر میں قرآن پڑھا جاتا ہے لَيَتَّسِعُ عَلَى أَهْلِهِ اس گھر والوں کا رزق کشادہ کیا جاتا ہے تَحْضُرُهُ الْمَلَائِكَةُ اس گھر میں رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں تَهْجُرُهُ الشَّيَاطِيْنُ اس گھر سے شیاطین اور غیبات نکل جاتے ہیں۔ يَكْثُرُخَيْرُهُ اس گھر میں خیر بڑھ جاتا ہے اور إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي لَايُقْرَأُ فِيهِ الْقُرْآنُ جس گھر میں قرآن پاک نہیں پڑھا جاتا لَيَضِيْقُ عَلٰى أَهْلِهِ اس گھر والوں کا رزق تنگ کیا جاتا ہے تَهْجُرُهُ الْمَلَائِكَةُ اس گھر سے رحمت کے فرشتے نکل جاتے ہیں تَحْضُرُهُ الشَّيَاطِيْنُ اس گھر میں شیاطین اور غیبات آجاتے ہیں يَقِلُّ خَيْرُهُ اس گھر میں خیر کم ہو جاتا ہے۔

قرآن پاک پڑھانے والے ماں باپ کا اجر:

میری ماؤں، بہنو اور بیٹیو! جو ماں باپ اپنے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے ہیں اللہ پاک انکو بھی بڑا اجر عطا فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِمَافِيْهِ جو قرآن پاک پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے أُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اسکے ماں باپ کو قیامت کے دن ایسا روشن چمکدار تاج پہنایا جائے گا ضَوْئُهُ أَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِي بُيُوتِ الدُّنْيَا، لَوكَانَتْ فِيكُمْ اسکی روشنی اور چمک دنیاوی سورج کی چمک سے زیادہ ہو گی اگر وہ تمھارے گھروں میں اتر کر آجائے۔

قرآن مجید کی چند سورتوں کے فضائل:

میری ماؤں، بہنو اور بیٹیو! حضور ﷺ نے فرمایا: سورہ فاتحہ پڑھا کرو تمنع غضب الله یہ سورت اللہ کے غضب سے بچاتی ہے، سورہ یٰس پڑھا کرو تمنع عطش یوم القیامۃ یہ سورت قیامت کے دن کی پیاس سے بچاتی ہے، سورہ الدخان پڑھا کرو تمنع من أھوال یوم القیامۃ یہ سورت اللہ کے غضب سے بچاتی ہے، سورہ الواقعہ پڑھا کرو تمنع الفقر یہ سورت اللہ کے فقر سے بچاتی ہے، سورہ الملک پڑھا کرو تمنع عذاب القبر یہ سورت قبر کے عذاب سے بچاتی ہے، سورہ الکوثر پڑھا کرو

تمنع الخصومۃ الخصماء یہ سورت دشمنوں کی دشمنی سے بچاتی ہے، سورہ الکافرون پڑھا کرو تمنع الکفر عند النزع یہ سورت سکرات کے وقت کفر پر موت سے بچاتی ہے، سورہ الاخلاص پڑھا کرو تمنع النفاق یہ سورت منافقت سے بچاتی ہے، سورہ الفلق پڑھا کرو تمنع الحسد یہ سورت حاسدین کے حسد سے بچاتی ہے، سورہ الناس پڑھا کرو تمنع الوسواس یہ سورت وہموں اور وسوسوں سے بچاتی ہے۔

ووٹ ڈالنا عورتوں کی شرعی ذمہ داری ہے:

ووٹ ڈالنا عورتوں کی شرعی ذمہ داری ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق خواتین کو ووٹ ڈالنے کا پورا حق دیا گیا ہے۔ پاکستان کی کل آبادی 25 کروڑ سے زیادہ ہے، اس میں آدھی سے زیادہ آبادی عورتوں کی ہے، عورتوں کے ووٹ سے لوگ ممبر بنتے ہیں، وزیر بنتے ہیں، وزیر اعلی بنتے ہیں ، وزیر اعظم بنتے ہیں، صدر بنتے ہیں۔ اسلیے آپ ووٹ کو معمولی نہ سمجھیں۔

ووٹ میں بڑی طاقت ہے، اسکی مثال یہ ہے کہ آپکے پاس ایک تیز چھری ہے، اور آپکے سامنے دو افراد ہیں، آپکو کہا جا رہا ہے ان میں کسی کو یہ چھری پکڑا دیں، آپکو پتہ ہے کہ ان میں سے ایک وہ ہے جو اس چھری سے سیب، کیلا اور پھل کاٹ کر آپکو کھلائے گا، اور دوسرا وہ ہے جو اس چھری سے آپکا گلا کاٹ سکتا ہے، اب آپ یہ تیز چھری کسے پکڑائیں گے؟

کیا اپنے بیٹے، باپ اور شوہر برادری، خاندان اور سہیلیوں کے کہنے پر آپ وہ تیز چھری گلا کاٹنے والے شخص کے ہاتھ میں دیں گے؟ اس لیے پہلے سوچیئے کہ کون آپ اور آپکے بچوں کی بہتری کے لئیے کام کرے گا، جو صحیح ہو اسکو ووٹ دیں۔ کیونکہ غلط آدمی کو ووٹ دینے سے ایک نااہل آدمی کے ہاتھ میں طاقت چلی جائے گی اب تیز چھری اسکے ہاتھ میں آجائے گی جو کسی بھی وقت آپکا اور آپکے خاندان کا گلا کاٹ سکتا ہے۔

ووٹ امانت ہے: ووٹ صرف ایک پرچی نہیں بلکہ امانت ہے جو آپکو دی گئی ہے آپ نے اسے اہل آدمی کے حوالے کرنا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ نے تفسیر معارف القرآن جلد دوم میں اس آیت کے متعلق لکھا ہے إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچایا کرو (اسی طرح ووٹ بھی ایک امانت ہے) جس

کے ہاتھ میں کوئی امانت ہے، اس پر لازم ہے کہ یہ امانت اس کے مستحق کو پہنچادے۔
اپنا ووٹ اس امیدوار کو دیں گے جو دیندار، نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو، نشئی اور شرابی نہ ہو، جواری اور سود خور نہ ہو، ظالم و جابر نہ ہو۔

ووٹ کی تین حیثیتیں: مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے لکھاہے کہ ووٹ کی تین حیثیتیں ہیں:
ووٹ کی ایک حیثیت شہادت اور گواہی کی ہے: یعنی آدمی جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہا ہے، گویاکہ اس کے متعلق گواہی دے رہاہے کہ یہ شخص قابل بھی ہے، دیانتدار اور امانتدار بھی ہے اور اگر واقع میں اس شخص کے اندر یہ صفات نہیں ہیں اور ووٹر یہ جانتے ہوئے اس کو ووٹ دیتاہے تو وہ ایک جھوٹی گواہی دے رہاہے جو کبیرہ گناہ ہے۔
جس حلقے میں چند امیدوار کھڑے ہوں اگر ان میں کوئی ایک قابل اور نیک معلوم ہو تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو ووٹ دینا بھی شرعا حرام ہے۔
ووٹ کی دوسری حیثیت سفارش کی ہے، یعنی آدمی جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہاہے گویااس کے متعلق سفارش کرتاہے کہ یہ شخص نیک، صالح، قابل اور دیانت دار آدمی ہے یہ اچھے کام کرے گا۔ تو اگر یہ اچھے کام کریگااس کے ثمرات اس کو بھی ملیں گے، اگر یہ کسی نااہل، نالائق، ظالم، جابر شرابی، جواری اور خائن کو ووٹ دے گا، پھر اگر یہ برے کام کریگا تو اسکا عذاب اور وبال ووٹ دینے والے کو بھی ملے گا، اس کے سارے غلط کام اس کے نامۂ اعمال میں بھی لکھے جائیں گے۔
ووٹ کی تیسری حیثیت وکالت کی ہے: یعنی آدمی جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہاہے گویااسکو اپنا وکیل بناتاہے، اس لئے اگر کسی نااہل کو اپنا وکیل بنایا تو اسکا گناہ بھی اس کے گردن پر ہوگا۔
مطلب یہ ہے کہ آپ کے ووٹ کے ذریعے جو نمائندہ اسمبلی میں پہنچے گا، اور جتنے اچھے یا بُرے اقدامات کرے گا، اُن کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی، آپ بھی اُس کے ثواب یا عذاب میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اس لیے ووٹ سوچ سمجھ کر دیناہے۔

اللہ پاک ہم سب کو عمل کی توفیق عطافرمائے آمین۔